رجب

اور

شب معراج

الھدیٰ انٹرنیشنل ویلفیر فاؤنڈیشن پاکستان

رسول اللہ ﷺ

صحابہ کرامؓ سے جب کوئی سوال فرماتے

صحابہ کرامؓ عرض کرتے

”اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔“

یقیناً

اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔

تو آیئے!

قرآن اور سنت کی روشنی میں

ماہ رجب اور شب معراج کی اہمیت اور حقیقت

کا جائزہ لیتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رجب اور شب معراج

رجب اسلامی کیلنڈر کے حرمت والے مہینوں میں سے ایک ہے، جسے رجب المرجب بھی کہتے ہیں ۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:’’سال بارہ مہینوں کا ہے، جن میں سے چار حرمت والے ہیں، تین پے در پے ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم اور رجب جو جمادی الآخر اور شعبان کے درمیان ہے۔‘‘ (صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق)

عربی میں رَجِبَ کا معنی ہے تعظیم کرنا اور مُرجَّب معظم کے معنوں میں آتا ہے یعنی عظمت والا۔اس کو رجب مضر بھی کہتے ہیں۔ مضر عربوں کے ایک قبیلہ کا نام ہے، جس نے دورِ جاہلیت میں خاص طور پر اس ماہ کی حرمت کا اہتمام کیا، اسی نسبت کی بنا پر اسے ان سے منسوب کر دیا گیا۔

اسلام سے قبل دورِ جاہلیت میں قتل و غارت عربوں کا مشغلہ تھا لیکن جونہی حرمت والے مہینے آتے، تو ہتھیار اتار دیتے لہذا رجب کے بارے میں قبل از اسلام جاہلی عرب کہا کرتے تھے، رجب منصِّل الاسنة ’’رجب وہ ہے جو تیز ہتھیاروں کو اتار دے۔ بیہقی کی روایت میں آتا ہے کہ’’جاہلی لوگ ان مہینوں کا احترام کرتے خصوصاً رجب کا اور اس میں جنگ نہ کرتے اور بتوں کے نام پر جانوروں کی قربانی کرتے‘‘ لیکن اسلام نے اس ماہ میں کسی خاص عبادت کا حکم نہیں دیا۔تاہم گزرتے ہوئے وقت کے ساتھ اس ماہ میں عبادت کے مندرجہ ذیل طریقے رواج پا گئے۔

قربانی کا اہتمام

اس ماہ میں کچھ لوگ قربانی کرتے ہیں جو کہ دورِ جاہلیت کی رسم ہے، جاہلی عرب العتیرہ کے نام پر اس مہینے میں بکری کی قربانی کیا کرتے تھے، اور ذبح کی گئی بکری کی کھال کسی درخت پر ڈال دیتے تھے، اسے رَجَبِيَّةٌ (رجب والی قربانی) کہا جاتا ہے۔

بخاری اور مسلم کی روایت میں ابو ہریرہؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں:

لاَ فَرَعَ وَلاَ عَتِيرَةَ ’’فرع اور عتیرہ‘‘ کچھ نہیں‘‘۔

☆اونٹنی کا پہلا بچہ جو بتوں کے نام پر ذبح کیا جاتا’’فرع‘‘ کہلاتا تھا۔

خصوصی نماز کا اہتمام

بعض لوگ اس ماہ میں خصوصی نماز صلوٰۃ الرغائب پڑھتے ہیں، رجب کے پہلے جمعہ کی رات کو بارہ رکعات چھ سلام سے پڑھی جاتی ہیں، جس میں سورۃ اخلاص کے بعد ہر رکعت میں تین مرتبہ سورۃ القدر پڑھی جاتی ہے، یہ بدعت چوتھی صدی میں شروع ہوئی جس کی کوئی اصلیت نہیں۔ امام ابنِ تیمیہؒ لکھتے ہیں کہ تمام علماء نے اجماع کے ساتھ اس نماز کو موضوع (من گھڑت) قرار دیا ہے۔

عمرہ کا اہتمام

لوگ اس ماہ میں خصوصی طور پر عمرہ کا اہتمام بھی کرتے ہیں جب کہ قرآن اور حدیث سے اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ملتا کہ آپ ﷺ نے اس ماہ میں عمرہ ادا کیا ہو بلکہ عائشہؓ نے ایک موقع پر اس کی تردید کی ہے۔ عروہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ میں نے عائشہؓ سے اس کے بارے میں پوچھا تو فرمایا:

مَااعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ رَجَبٍ قَطُّ (صحیح بخاری)

"رسول اللہ ﷺ نے رجب میں کبھی بھی عمرہ ادا نہ فرمایا۔"

روزوں کا اہتمام

بعض لوگ اس ماہ میں خصوصی روزوں کا اہتمام کرتے ہیں، صحیح روایات سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ نے کبھی مسلسل تین ماہ (رجب، شعبان اور رمضان) روزے نہ رکھے اور نہ اس کی تاکید کی۔ بعض لوگ 27 رجب کا روزہ رکھتے ہیں اور اس روزے کو عام دنوں کے روزوں سے افضل سمجھتے ہیں۔ متعدد احادیث سے نبی کریم ﷺ کا مخصوص دنوں یا تاریخوں میں نفلی روزوں کا اہتمام کرنا ثابت ہے، جیسا کہ ایام بیض میں (ہر قمری مہینے کی 13، 14، 15 تاریخ) یا ہر سوموار اور جمعرات کو، ذوالحجہ کے ابتدائی عشرے میں، 9 محرم کا روزہ رکھا اور آئندہ سال 10 محرم کا روزہ ساتھ ملا کر دو دن کے روزے رکھنے کا اظہار فرمایا۔ پھر کثرت سے ماہ شعبان میں روزے رکھے، ان تمام کے بارے میں صحیح اور مستند احادیث ملتی ہیں، لیکن 27 رجب کے روزے کے بارے میں کوئی روایت نہیں ہے، لہٰذا گر کوئی خصوصی طور پر اس دن کا روزہ رکھتا ہو تو اس کا روزہ تو ہو سکتا ہے مگر یہ عمل مسنون نہیں ہوگا۔

قرآن کریم میں ارشادِ ربانی ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ... (الحجرات 1)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو۔"

عمرؓ اس ماہ میں نہ صرف یہ کہ روزہ رکھنے سے منع کیا کرتے تھے بلکہ لوگوں کے ہاتھوں پر ہاتھ مار کر مجبور کرتے کہ وہ روزہ توڑ

دیں کیونکہ ماہ رجب کی تعظیم اوراس میں روزہ رکھنا دورِ جاہلیت کی رسم تھی۔(مصنف ابن ابی شیبہ)

البتہ اگر کوئی شخص بطورعادت ہر قمری ماہ کی 14,13 اور15 تاریخ یا پیر اور جمعرات کو روزہ رکھتا ہو تو اس ماہ میں بھی رکھ سکتا ہے۔

22 رجب کے کونڈوں کا اہتمام

22 رجب کو ''کونڈے'' بھرنا بطور رسم رواج پا چکا ہے،اس رسم میں کسی منت کے پورا ہونے پر حلوہ پوری اور کھیر وغیرہ پکائی جاتی ہے۔تاریخ کے مطالعہ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اس رسم کی ابتداء 1906 میں امیر مینائی کے خاندان سے ہوئی، جو ہندوستان کے شہر لکھنؤ سے تعلق رکھتا تھا،اس رسم کا مقصد امام جعفرؒ کی روح کو ایصالِ ثواب پہنچانا تھا، حالانکہ اس بات کا تعین نہیں ہو سکا کہ مذکورہ امام کی پیدائش یا وفات ماہ رجب میں ہوئی تھی۔

اسلام میں کسی بھی برگزیدہ شخصیت کی پیدائش کے دن خوشی منانے یا خصوصی صدقہ و خیرات کی کوئی گنجائش نہیں ہے،علاوہ ازیں کونڈوں کا ذکر نہ تو قرآن وسنت میں ہے اور نہ ہی صحابہ کرامؓ،تابعین اور تبع تابعین کے زمانے میں اس کا کوئی ثبوت ملتا ہے۔

اصل دین کیا ہے؟

ہمارے ذہنوں میں واضح ہونا چاہیے کہ اصل دین ہے کیا؟ اصل دین وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کے ذریعے ہم تک پہنچایا، گویا دین اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری، اس کے احکامات کے آگے سرِ تسلیم خم کرنے اور محمد ﷺ کی سنت پر عمل کرنے کا نام ہے۔

ارشادِ ربانی ہے: اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (المآئدہ:3)

''آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کر لیا۔''

کوئی بھی ایسا کام جو آپؐ نے نہ کیا اور نہ ہی اس کا حکم دیا، اسے دین کا حصہ سمجھتے ہوئے ادا کرنا اور پھر اس پر اجر وثواب کی توقع رکھنا بدعت ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

كُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَ كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَ كُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ (سنن النسائی)

''بے شک ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی آگ میں لے جانے والی ہے۔''

بدعتی کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ مبارک ہے کہ ''اللہ تعالیٰ بدعتی کی توبہ قبول نہیں کرتا جب تک کہ وہ بدعت ترک نہیں کرتا''۔(صحیح الترغیب والترھیب)

آپ ؐ نے فرمایا: ''میں اپنے حوض پر تم سے پہلے موجود ہوں گا اور تم میں سے کچھ لوگ میرے سامنے لائے جائیں گے پھر انھیں میرے سامنے سے ہٹا دیا جائے گا تو میں کہوں گا کہ اے میرے رب! یہ میرے ساتھی ہیں لیکن مجھ سے کہا جائے گا کہ آپ نہیں جانتے انھوں نے آپ کے بعد کیا کیا نئی چیزیں ایجاد کر لی تھیں''۔ (صحیح بخاری)

لہٰذا ایسے تمام طریقوں اور کاموں سے بچنے کی ضرورت ہے جو دین کے نام پر آپ ﷺ کے بعد ایجاد کر لیے گئے ہوں، کیونکہ آپ ﷺ فرمایا:

''مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَھُوَ رَدٌّ''۔ (صحیح بخاری)

''جس نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسی چیز ایجاد کی جو اس میں سے نہ ہو تو وہ مردود ہے۔''

27 رجب کی شب کو عبادت کا اہتمام

دیگر بدعات کے علاوہ 27 رجب کو رات جاگ کر عبادت کرنے اور دن کو روزہ رکھنے کو بھی بہت اہمیت دی جاتی ہے اور اس کی نسبت واقعہ معراج سے کی جاتی ہے، حالانکہ نبی کریم ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں واقعہ معراج کے بعد اس رات کسی خصوصی عبادت کا نہ تو اہتمام کیا اور نہ ہی نبی کریم ﷺ کا کوئی قول یا عمل 27 رجب کی شب خصوصی عبادت کے بارے میں ملتا ہے، آپ ؐ کے جاں نثار صحابہ کرامؓ یا ازواج مطہرات میں سے بھی کسی نے اس کا اہتمام نہیں کیا، لہٰذا ایسے تمام طریقوں اور کاموں سے بچنے کی ضرورت ہے، جو دین کے نام پر نبی کریم ﷺ کے بعد ایجاد کر لیے گئے ہوں۔

واقعہ معراج کے ظہور کی حقیقت اپنی جگہ مسلم ہے مگر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اس کے رونما ہونے کی تاریخ کے بارے میں کم وبیش 36 مختلف اقوال ملتے ہیں، بعض کے مطابق یہ واقعہ ربیع الاوّل میں ہوا، بعض نے رمضان، بعض نے ہجرت سے چند سال بعد اور بعض نے چند ماہ قبل کہا۔ اس کی حتمی تاریخ کسی صحیح حدیث سے یقینی طور پر ثابت نہیں ہے، تاہم یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ نبی ﷺ کو مکی زندگی کے آخری حصہ میں یہ خاص مشاہدہ کرایا گیا، جس میں ہمارے لیے سیکھنے اور عمل کرنے کے بہت سے پہلو ہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ط اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ O (بنی اسرائیل: 1)

''پاک ہے وہ (ذات) جو اپنے بندے کو ایک رات میں مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا، جس کے آس پاس ہم نے برکت رکھی ہے تاکہ ہم اسے اپنی بعض نشانیاں دکھائیں۔ یقیناً وہ (اللہ تعالیٰ) خوب سننے والا اور خوب دیکھنے والا ہے۔''

اس آیت میں جس واقعہ کی طرف اشارہ ہے وہ ''اسراء'' کے نام سے مشہور ہے۔ اسراء کے لفظی معنی ہیں ''رات کو سفر کرنا، رات کو چلنا۔''

یہ وہی سفر ہے جس میں نبی کریم ﷺ کو جسم اور روح سمیت مسجد الحرام (مکہ) سے مسجد اقصیٰ (فلسطین) تک معجزاتی طور پر لے جایا گیا، فرشتوں کی ہم نشینی کا یہ سفر اس زمانے کے حالات، اسبابِ سفر اور فاصلے کی طوالت کی وجہ سے انسانی عقل و سمجھ سے بالاتر ہے۔لیکن جیسا کہ آیت میں واضح کیا گیا ''پاک ہے وہ (ذات) جو اپنے بندے کو لے گیا۔'' تو جس ذات میں کمال قدرت ہو وہ سب کچھ کرسکتا ہے۔

اس حیرت انگیز اور ایمان افروز سفر کی تفاصیل بخاری اور مسلم سمیت احادیث کی دیگر کتب میں موجود ہیں۔

آغازِ سفر اور شق صدر

انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ '' معراج کی رات، جب بیت اللہ شریف سے نبی کریم ﷺ کو لے جایا گیا، تو وحی آنے سے قبل آپؐ کے پاس تین فرشتے آئے، اُس وقت آپؐ مسجد الحرام میں سو رہے تھے، ان میں سے ایک نے پوچھا: ''وہ کون ہیں؟ دوسرے نے جواب دیا ''وہ ان میں سب سے بہتر ہیں۔'' تیسرے نے کہا ''ان میں جو سب سے بہتر ہیں انھیں لے لو'' اُس رات اتنا ہی واقعہ پیش آیا اور نبی ﷺ نے اس کے بعد انہیں نہیں دیکھا۔ یہاں تک کہ وہ دوسری رات آئے جبکہ آپؐ کا دل دیکھ رہا تھا اور آپؐ کی آنکھیں سو رہی تھیں لیکن دل نہیں سو رہا تھا۔تمام انبیاء کی نیند ایسی ہی ہوتی ہے۔انہوں نے آپؐ سے کوئی بات نہ کی یہاں تک کہ آپؐ کو اٹھا کر چاہِ زم زم کے پاس لٹایا، یہاں جبرئیلؑ نے اپنا کام سنبھالا اور سینہ مبارک گردن تک خود اپنے ہاتھ سے چاک کیا، اور سینہ اور پیٹ کی تمام چیزیں نکال کر انہیں اپنے ہاتھ سے زم زم کے پانی سے دھویا، جب خوب دھو چکے تو آپؐ کے پاس سونے کا ایک طشت لایا گیا، اس میں سونے کا ایک بڑا پیالہ تھا جو حکمت اور ایمان سے پُر تھا، اس سے آپؐ کے سینے اور گلے کی رگوں کو پُر کر دیا اور سینہ مبارک پھر سے سی دیا گیا۔'' (صحیح بخاری، کتاب التوحید)

مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک: اسراء

جبرئیلؑ براق کے ساتھ تشریف لائے، یہ گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا ایک جانور تھا، جو اپنا کُھر اپنی نگاہ کے آخری مقام پر رکھتا تھا۔اس وقت نبی ﷺ مسجدِ حرام میں تھے، آپؐ جبرئیلؑ کے ساتھ بیت المقدس میں تشریف لائے اور وہاں جس حلقے میں انبیاء اپنی سواریاں باندھتے تھے، اسی میں براق کو باندھ دیا، پھر مسجد اقصیٰ میں داخل ہوئے، دو رکعت نماز پڑھی اور اس میں انبیاء کی امامت فرمائی۔اس کے بعد آپؐ کے پاس شراب، دودھ اور شہد کے برتن لائے گئے آپؐ نے دودھ پسند فرمایا۔جبرئیلؑ نے کہا: ''آپؐ نے فطرت پائی، آپؐ کو ہدایت نصیب ہوئی اور آپؐ کی امت کو بھی۔ (بحوالہ مسند احمد)

مسجد اقصیٰ سے آسمانوں کی طرف : معراج

مسجد اقصیٰ سے آپ کو عالم بالا میں لے جایا گیا۔معراج عربی میں سیڑھی کو کہتے ہیں جو اوپر چڑھنے کے لئے استعمال ہوتی ہے،اس نسبت سے سفر کے اس حصہ کو معراج کہا گیا۔ بیشتر مفسرین کے نزدیک سورۃ النجم کی درج ذیل آیات واقعہ معراج کی دلیل ہیں۔

وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰی o عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی o عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰی o اِذْ یَغْشَی السِّدْرَةَ مَا یَغْشٰی o مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی o لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰی o (النجم: 13-18)

’’اور ایک مرتبہ پھر اس نے سدرۃ المنتہیٰ کے پاس اس کو اترتے دیکھا، جہاں پاس ہی جنت الماوٰی ہے،اس وقت سدرہ پر چھا رہا تھا جو کچھ چھا رہا تھا، نہ نگاہ چندھیائی نہ حد سے متجاوز ہوئی اور اس نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔‘‘

مندرجہ بالا آیات میں نبی کریم ﷺ کے آسمانوں کی طرف جانے اور سدرۃ المنتہیٰ اور اس کے آس پاس کی چیزوں کو دیکھنے کا ثبوت ملتا ہے۔

سفرِ آسمان

مسجد اقصیٰ میں تمام انبیاء کی امامت کے بعد سواری کے لیے براق پیش کیا گیا،آپؐ دوبارہ اس پر سوار ہو کر پہلے آسمان تک گئے، جبرئیلؑ نے آسمان کا دروازہ کھلوایا،فرشتوں کی طرف سے پوچھا گیا:’’کون ہیں؟‘‘ جبرئیلؑ نے فرمایا :’’میں جبرئیلؑ ہوں‘‘ پوچھا گیا: ’’ساتھ کون ہیں؟‘‘ بتایا گیا :’’محمد ﷺ ہیں‘‘ پوچھا گیا:’’ان کو پیغام الٰہی دے کر بھیجا گیا ہے؟‘‘ جبرئیل نے کہا:’’ہاں‘‘ تب اندر والے فرشتے نے سن کر کہا:’’مرحبا! آپؐ بہت اچھے آئے‘‘ آپؐ فرماتے ہیں:’’میں وہاں پہنچا تو آدمؑ موجود تھے، جبرئیلؑ نے کہا کہ یہ آپؐ کے باپ آدمؑ ہیں،انہیں سلام کیجئے، میں نے انہیں سلام کیا تو آپؑ نے جواب دیا:’’مرحبا! فرزند صالح، نبی صالح اور آپؐ کی نبوت کا اقرار کیا۔‘‘ (صحیح بخاری: کتاب التوحید)

ایک اور روایت ہے کہ آپؐ نے آسمانِ دنیا میں ایک بزرگ شخص کو بیٹھے دیکھا، جس کے دائیں اور بائیں طرف کچھ صورتیں نظر آئیں۔دائیں طرف دیکھتے تو وہ بزرگ ہنستے اور بائیں طرف دیکھتے تو روتے، میں نے جبرئیلؑ سے پوچھا:’’یہ کون ہیں؟‘‘ تو جواب دیا گیا،’’ آدمؑ ہیں اور دائیں اور بائیں جانب والی صورتیں ان کی اولاد ہیں، دائیں طرف والے جنتی ہیں اور بائیں طرف والے دوزخی ہیں،اس لیے ایک طرف دیکھ کر ہنستے ہیں اور دوسری طرف دیکھ کر روتے ہیں۔‘‘ (صحیح بخاری: کتاب الصلوٰۃ)

’’نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں:’’جبرئیلؑ مجھے لے کر آگے بڑھے اور دوسرے آسمان تک پہنچے، پھر اسی طرح سوال و جواب ہوئے،

وہاں مجھے عیسیٰؑ اور یحییٰؑ ملے جو باہم خالہ زاد بھائی بھی ہیں۔ جبرئیلؑ نے کہا یہ یحییٰؑ اور عیسیٰؑ ہیں انہیں سلام کیجئے، میں نے سلام کیا دونوں نے جواب دیا پھر کہا مرحبا! برادر صالح اور نبی صالح اور آپؐ کی نبوت کا اقرار کیا، پھر اسی طرح ان سے کچھ باتیں ہوئیں۔''

اس کے بعد مجھے لے کر تیسرے آسمان کی طرف چڑھے اور دروازہ کھلوایا پوچھا گیا: ''کون؟'' جبرئیلؑ نے کہا: ''میں ہوں'' پوچھا گیا: ''تمہارے ساتھ کون ہے؟'' انہوں نے کہا: ''محمد ﷺ'' پوچھا گیا: ''ان کے پاس پیغام الٰہی دے کر بھیجا گیا ہے؟'' جبرئیلؑ نے کہا: ''ہاں'' فرشتوں نے یہ سن کر کہا مرحبا! آپ بہت اچھے آئے'' دروازہ کھولا گیا، وہاں پہنچے تو دیکھا کہ وہاں یوسفؑ موجود ہیں، جبرئیل نے کہا یہ یوسفؑ ہیں، سلام کہیے، میں نے سلام کیا انہوں نے جواب دیا، انہوں نے کہا مرحبا! برادرِ صالح اور نبی صالح اور آپؐ کی نبوت کا اقرار کیا۔'' (صحیح بخاری، کتاب التوحید)

ایک اور روایت میں ہے آپؐ نے فرمایا: ''میں نے یوسفؑ کو دیکھا اللہ نے حسن کا آدھا حصہ ان کو دیا تھا۔'' (صحیح مسلم، کتاب الایمان)

اس کے بعد جبرئیلؑ مجھے لے کر آگے بڑھے، چوتھے آسمان پر اسی طرح سوال و جواب ہوئے۔ ادریسؑ وہاں موجود تھے، سلام دعا ہوئی انہوں نے بھی اسی طرح برادرِ صالح اور نبی صالح کہہ کر مرحبا کہا اور آپؐ کی نبوت کا اقرار کیا۔ اس کے بعد جبرئیل پانچویں آسمان تک آگے بڑھے، وہاں بھی اسی طرح سلام دعا ہوئی، ہارونؑ وہاں موجود تھے۔ انہوں نے بھی نبی صالح، برادرِ صالح کہہ کر مرحبا کہا اور آپؐ کی نبوت کا اقرار کیا۔ اس کے بعد آگے چھٹے آسمان تک چڑھے، دروازہ کھلوایا گیا اور اسی طرح سوال و جواب اور مرحبا کہا اور آپؐ کی نبوت کا اقرار کیا، یہاں پر موسیٰؑ تھے۔ آپؐ انہیں چھوڑ کر آگے بڑھے تو وہ رونے لگے، پوچھا آپ کے رونے کی وجہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: ''میں اس لیے روتا ہوں کہ یہ نوجوان پیغمبر (نبی ﷺ) میرے بعد مبعوث ہوئے، ان کی امت کے لوگ میری امت کے لوگوں سے زیادہ تعداد میں جنت میں جائیں گے۔'' اس کے بعد ساتویں آسمان پر پہنچے اور دروازہ کھلوایا پوچھا گیا: ''کون؟'' کہا: ''میں جبرئیل ہوں'' پوچھا گیا: ''تمہارے ساتھ کون ہے؟'' انہوں نے کہا: ''محمد ﷺ ہیں'' پوچھا گیا: ''ان کے پاس پیغام الٰہی دے کر بھیجا گیا ہے؟'' جبرئیلؑ نے کہا: ''ہاں'' فرشتوں نے یہ سن کر کہا کہ: ''مرحبا! آپؐ بہت اچھے آئے'' جب میں وہاں پہنچا تو ابراہیمؑ کو موجود پایا، جبرئیل نے کہا، یہ آپؐ کے جدامجد ابراہیمؑ ہیں، انہیں سلام کہیے، میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے دیا اور فرمایا: مرحبا! فرزند صالح، نبی صالح اور (بیٹا کہہ کر پکارا) آپؐ کی نبوت کا اقرار کیا، وہاں ابراہیمؑ بیت المعمور کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے۔ (صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق)

سیدنا ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آپؐ ایک ایسے مقام پر پہنچے، جہاں پر جبرئیلؑ نے آپؐ کا ساتھ چھوڑ دیا، تو اس پر آپؐ نے فرمایا: ''ایسے مقام پر کوئی دوست اپنے دوست کو نہیں چھوڑتا، آپ میرا ساتھ کیوں چھوڑ رہے ہیں؟'' جبرئیلؑ نے فرمایا: ''اگر میں اس مقام سے آگے بڑھوں تو نور سے جل جاؤں گا۔'' (سنن بیہقی)

اس کے بعد آپ کو "سدرۃ المنتہٰی" تک لے جایا گیا۔اس کے بیر ہجر کے مٹکوں کے برابر اوراس کے پتے ہاتھی کے کان کی طرح تھے۔پھراس پر سونے کے پتنگے چھا گئے اوراللہ کے حکم سے جو کچھ چھانا تھا چھا گیا۔اس سے وہ سدرہ (بیری کا درخت) تبدیل ہوکر اتنا خوبصورت ہوگیا کہ اللہ کی کوئی مخلوق اس کا حسن بیان کرنے کی تاب نہیں رکھتی۔اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کووحی فرمائی اور آپؐ پراور آپؐ کی امت پر پچاس وقت کی نمازیں فرض کیں۔

واپس آتے ہوئے موسیٰؑ سے آپؐ کی ملاقات ہوئی،تو انہوں نے دریافت کیا کہ آپؐ کو کیا حکم ملا؟ آپؐ نے جواب دیا:"ایک دن رات میں مجھ پراور میری امت پر پچاس نمازیں فرض کی گئی ہیں۔" موسیٰؑ نے کہا:"آپؐ کی امت ایک دن رات میں پچاس نمازیں نہ پڑھ سکے گی، میں بنی اسرائیل کا خوب تجربہ کر چکا ہوں،آپ کمی کی درخواست لے کر واپس جائیں۔" موسیٰؑ کے فرمانے پر آپؐ واپس گئے اور کمی کی درخواست کی،اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی درخواست کو قبول فرما کر دس نمازوں کی تخفیف فرمائی،اس کے بعد آپؐ موسیٰؑ کے پاس آئے تو انہوں نے پوچھا کیا ہوا؟ آپؐ نے کہا کہ دس نمازوں کی کمی کر دی گئی ہے یہ سن کر موسیٰؑ نے فرمایا:اب پھر واپس جایئے اور تخفیف کی درخواست کیجئے،آپؐ واپس گئے اور اللہ تعالیٰ سے تخفیف کی درخواست کی،اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد دس نمازوں کی کمی کر دی۔یوں آپؐ کی آمدورفت جاری رہی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں کر دیں۔اس کے بعد آپؐ پھر واپس آئے تو موسیٰؑ نے کہا جاؤ اور کمی کراؤ آپؐ نے کہا:"اب مجھے شرم آتی ہے، جو اللہ تعالیٰ نے فرض کیا ہے اس پر راضی ہوں"۔آپؐ نے فرمایا:"جب میں وہاں سے واپس آیا تو ایک پکارنے والے نے پکار کر کہا:"میں نے اپنا فرض پورا کر دیا اور بندوں کے لیے تخفیف کر دی، یہ پانچ نمازیں اجر میں پچاس کے برابر ہوں گی۔ (بخاری،کتاب بدء الخلق)

معراج کے موقع پر آپ کو درج ذیل چیزوں سے بھی نوازا گیا۔

فأعطى رسول الله ﷺ ثلاثا:

ا : أعطى الصلوات الخمس

۲ :وأعطى خواتيم سورة البقرة

۳: و غفر لمن لم يشرک بالله من امته شيئا

أخرجه مسلم و احمد و ابن جرير و البغوى فى (شرح السنة)

"رسول اللہ ﷺ کو تین (چیزیں) عطا کی گئیں۔

ا:پانچ نمازیں

۲:سورۃ البقرۃ کی آخری دو آیات

۳:امت کے ہر اس شخص کی مغفرت جس نے شرک نہ کیا ہو۔"

نہرِ کوثر اور جنت کا مشاہدہ

سدرۃ المنتہیٰ پر بہت سے عجائبات کا مشاہدہ کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’پھر مجھے جنت میں لے جایا گیا، تو میں نے وہاں دیکھا کہ موتیوں کے قبے ہیں اور اس کی مٹی کستوری ہے۔‘‘ (مسلم، کتاب الایمان)

جنت میں آپ ؐ نے نہرِ کوثر کا مشاہدہ فرمایا، حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ’’میں ایک نہر پر آیا اس کے دونوں کنارے موتیوں اور قبوں کے تھے میں نے پوچھا: ’’جبرئیل ؑ یہ کیا ہے؟‘‘ جبرئیل ؑ نے کہا: ’’یہ کوثر ہے۔‘‘ (صحیح بخاری، کتاب الرقاق)

اس کے علاوہ چند اور مشاہدات دیگر کتب احادیث و سیرۃ النبی ﷺ میں مذکور ہیں۔

ابراہیم ؑ کا امتِ محمد ﷺ کے نام خصوصی پیغام

ابنِ مسعود ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’معراج کی رات میری ملاقات حضرت ابراہیم ؑ سے ہوئی، انہوں نے کہا: اے محمد ﷺ! اپنی امت کو میری طرف سے سلام کہیے اور ان کو بتایئے کہ جنت کی مٹی بڑی عمدہ ہے، اس کا پانی میٹھا ہے، لیکن وہ چٹیل میدان ہے (اس میں کاشتکاری کی ضرورت ہے) اور اس کی کاشتکاری، سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ، ہے (اللہ پاک ہے، اور تمام تعریف اللہ ہی کے لئے ہے، اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، اور اللہ سب سے بڑا ہے) (جامع ترمذی)

غیبت کرنے والوں کا انجامِ بد

انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’معراج کے موقع پر میرا گزر ایسے لوگوں کے پاس سے ہوا، جن کے ناخن پیتل کے تھے، وہ اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے۔ میں نے پوچھا: ’’جبرئیل ؑ! یہ کون لوگ ہیں؟‘‘ جبرئیل ؑ نے کہا: ’’یہ وہ لوگ ہیں، جو لوگوں کا گوشت کھایا کرتے تھے اور ان کی غیبت کرتے تھے۔‘‘ (سنن ابی داؤد، کتاب الادب)

بے عمل خطباء کا عبرت ناک انجام

انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’میں نے معراج کی رات کچھ لوگوں کو دیکھا کہ ان کے منہ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے ہیں، میں نے پوچھا: ’’جبرئیل ؑ! یہ کون لوگ ہیں؟‘‘ جبرئیل ؑ نے کہا: ’’یہ آپ ؐ کی امت کے وہ خطیب ہیں جو لوگوں کو تو بھلائیوں کا حکم دیتے ہیں اور خود ان پر عمل نہیں کرتے، حالانکہ وہ کتاب بھی پڑھتے ہیں، پس وہ نہیں سمجھتے۔‘‘ (شرح السنۃ للبغوی)

بیانِ اسراء اور معراج پہ اہلِ مکہ کا ردِ عمل

اسی رات نبی کریم ﷺ واپس مکہ تشریف لے آئے۔

مولانا ظفر علی خان نے کیا خوب کہا ہے:

زنجیر بھی ہلتی رہی بستر بھی رہا گرم
اک پل میں سرِ عرش گئے آئے محمد

اگلی صبح آپؐ نے قوم کو گزشتہ رات کے بارے میں بتایا۔

صحیح مسلم میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''معراج کا یہ واقعہ جب میں نے مشرکین مکہ کو سنایا، تو انہوں نے اس کی تردید اور تکذیب کی، کسی نے تالیاں بجائیں اور کسی نے تعجب اور انکار سے ہاتھ اپنے سر پر رکھ لیا۔ کچھ لوگ ابوبکرؓ کے پاس گئے اور انہیں اس کی خبر دی۔ وہ ایک پیکر صدق و ایمان تھے، کہنے لگے: ''اگر یہ بات آپؐ نے فرمائی ہے، تو سچ فرمائی ہے۔'' لوگوں نے کہا: ''آپؓ بھی ان کی تصدیق کرتے ہیں''۔ آپؓ نے جواب دیا: ''میں تو اس سے بھی بڑی بات پر آپؐ کی تصدیق کرتا ہوں، آسمان سے صبح و شام جو خبر آتی ہے، میں اس میں بھی آپ کو سچا مانتا ہوں۔'' اسی پر ان کا لقب 'صدیق' ٹھہرا۔

ایذا رسانی اور بے یقینی کے جذبات سے مغلوب کفار نے آپؐ کا امتحان لینے کی ٹھانی، پوچھا کہ بیت المقدس کیسا ہے اور اس کی کیا علامتیں ہیں؟ صحیح مسلم میں آپؐ کا ارشاد نقل ہے ''کہ اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس میرے سامنے ظاہر فرمایا اور جو، باتیں اور نشانیاں مشرکین دریافت کرتے میں دیکھ دیکھ کر بتاتا جاتا''، یوں وہ آپؐ کی تردید اور تکذیب کا جو جذبہ لیے آئے اس کی یکسر نفی ہو گئی۔ یہی کہہ سکے کہ جہاں تک اوصاف کا تعلق ہے تو آپؐ نے بالکل ٹھیک ٹھیک بیان کیے ہیں۔ انہوں نے اپنے ایک قافلے کے متعلق بھی سوال کیا جو ملک شام سے آرہا تھا۔ آپؐ نے اس قافلے کے احوال، اس کے پہنچنے کا وقت اور جو اونٹ آگے آگے آرہا تھا ان سب کی خبر دی اور جیسا آپؐ بتلایا تھا، عین اسی طرح ہوا۔ آپؐ نے کچھ اور باتیں بھی بتائیں اور بعد میں آنے والے قافلوں سے ان کی تصدیق ہو گئی۔ اس طرح زبانیں بند ہو گئیں، مگر دل یہی سوچتے رہے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ اب بھی بہت سے لوگ یہی سوچتے ہیں کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور جب وہ کسی بات کا ارادہ کر لیتا ہے تو اسے صرف ''کُن'' ''ہو جا'' کہنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

معراج کے دوران نبی کریم ﷺ کو جو بھی مشاہدات کروائے گئے، ان میں ہمارے لیے بہت سے سبق ہیں جن میں سے اہم ترین یہ ہے کہ ہم اپنی نمازوں کی پابندی کریں جن کا حکم اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر نبی کریم ﷺ کو دیا، اس جنت کے لیے کوشاں

ہوں، جس کا مشاہدہ آپؐ نے بنفسِ نفیس فرمایا، ابراہیمؑ کے خصوصی پیغام کے مطابق کثرت سے ذکرِ الٰہی کریں، دوسروں کی غیبت سے پرہیز کریں اور جو بات دوسروں کو کہیں اس پر خود بھی عمل کریں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں دین کامل پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین